Pathway to Ilm |
Islamic Lifestyle & Motivation
PATHWAY TO ILM

ماہانہ آرٹیکل

رمضان 1446 / مارچ 2025 | شمارہ: 9

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی اہمیت

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

جوں جوں رمضان اپنے اختتام کے قریب پہنچتا ہے، اس کے آخری دس مبارک شب و روز قریب آ جاتے ہیں، جو بندۂ مؤمن کے لیے بارگاہِ الٰہی میں قربت و رحمت حاصل کرنے کا نادر موقع فراہم کرتے ہیں۔ ان راتوں کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ ان ایام میں عبادت و ریاضت میں مزید اضافہ فرمایا کرتے تھے تاکہ ان کی غیر معمولی فضیلت کو نمایاں کیا جا سکے۔ انہی مبارک راتوں میں شبِ قدر بھی جلوہ گر ہوتی ہے، جو سال بھر کی تمام راتوں میں افضل ترین ہے، رحمتِ خداوندی اور بے پایاں اجر و ثواب کی حامل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ

"رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں جس قدر عبادت و مجاہدہ فرماتے، اتنا کسی اور وقت نہیں کرتے تھے۔"
(صحیح مسلم: 1175)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ ان مبارک راتوں میں عبادت و ریاضت کے اعلیٰ مدارج کو چھوتے اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ یہ راتیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حضور نماز، تلاوتِ قرآن، دعا و مناجات اور استغفار کے لیے بہترین موقع ہیں۔

مزید برآں، نبی کریم ﷺ نے نہ صرف خود عبادت میں اضافہ فرمایا بلکہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی اس میں شریک ہونے کی تلقین فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ

"جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہو جاتے تو رسول اللہ ﷺ کمرِ ہمت کس لیتے، شب بیداری فرماتے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی جگاتے۔" (صحیح بخاری و مسلم)

یہ روایت اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ ان راتوں کی فضیلت محض انفرادی عبادت تک محدود نہیں بلکہ یہ موقع ہے کہ ہم اپنے اہل و عیال، بیوی بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی عبادت اور ذکرِ الٰہی کی طرف راغب کریں، تاکہ وہ بھی ان سعید ساعتوں کے فیوض و برکات سے مستفید ہو سکیں۔

لیلۃ القدر: شبِ قدر

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتوں میں لیلۃ القدر کو سب سے بلند مقام حاصل ہے۔ یہ وہ عظیم شب ہے جس میں قرآنِ کریم کا نزول ہوا، اور یوں ہدایتِ الٰہیہ کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر میں اس رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

"شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" (القدر: 3)

اس آیتِ مبارکہ سے پتا چلا کہ اس رات میں کی جانے والی عبادات، دعا و مناجات، تلاوتِ قرآن اور ذکر و اذکار کا ثواب تراسی برس سے زائد عبادت کے برابر ہے۔ اسی غیر معمولی برکت کے پیشِ نظر نبی کریم ﷺ نے اپنے امتیوں کو تاکید فرمائی کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے، خصوصاً طاق راتوں میں شبِ قدر کی جستجو کریں اور اس کی برکات سے فیضیاب ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔" (صحیح بخاری: 2017)

رسول اللہ ﷺ نے کسی متعین رات کی نشاندہی نہیں فرمائی، بلکہ امت کو یہ حکمت عطا کی کہ وہ آخری عشرے کی تمام راتوں کو عبادت و ریاضت میں بسر کریں، تاکہ وہ اس مقدس شب کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں۔ بالخصوص اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں شب میں اس کی جستجو کا خصوصی اہتمام کرنے کی تلقین فرمائی۔

تاہم بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رجحان اس جانب تھا کہ ستائیسویں شب ہی شبِ قدر ہے، اور ان کے دلائل بھی خاصی وزنی ہیں۔ مگر چونکہ شبِ قدر کو مخفی رکھا گیا ہے، اس لیے صاحبِ ایمان کے شایانِ شان یہی ہے کہ وہ پورے عشرۂ اخیرہ میں عبادت و انابت میں مشغول رہے، تاکہ وہ کسی بھی صورت اس مبارک شب کے انوار و تجلیات سے محروم نہ ہو۔

کیا ستائیسویں شب ہی شبِ قدر ہے؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اس امر پر پختہ یقین تھا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں واقع ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ایک روایت مذکور ہے:

"میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا کہ جو شخص پورے سال راتوں کو قیام کرتا رہے گا، وہ شبِ قدر کو پالے گا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ ان پر رحم فرمائے! ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ محض ایک رات پر بھروسہ نہ کریں۔ اور یقیناً وہ جانتے تھے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے۔ پھر انہوں نے بلاکسی تردد کے قسم کھائی کہ یہ ستائیسویں شب ہی ہے۔ میں نے دریافت کیا: ابو المنذر! آپ کو اس بات پر یقین کیسے ہے؟ فرمایا: اس نشانی سے جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی، یعنی اس رات کے بعد طلوع ہونے والا سورج بے شعاع ہوگا۔" (مشکاۃ المصابیح: 2088)

یہ روایت اس امر کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، بالخصوص حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر قرار دیتے تھے اور اس کی تصدیق کے لیے وہ ایک خاص علامت کا بھی ذکر کرتے تھے، یعنی شبِ قدر کے بعد کی صبح سورج کی شعاعیں نہ ہونے کی کیفیت میں طلوع ہوتی ہے۔

البتہ یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس شب کو مخفی رکھا تاکہ اہلِ ایمان پورے عشرۂ اخیرہ میں عبادت میں مشغول رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف روایات میں شبِ قدر کی تعیین مختلف طاق راتوں سے منسوب ملتی ہے، اور اسی بنا پر جمہور علماء کی رائے یہی ہے کہ اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیے، تاکہ وہ شخص محروم نہ ہو جو کسی خاص شب میں عبادت نہ کر پایا ہو۔

حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کے جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس یقین کے ساتھ وہ شب قدر کو رمضان المبارک کی ستائیسویں شب قرار دے رہے تھے، وہ براہِ راست نبی کریم ﷺ کی کوئی صریح نص نہیں تھی، بلکہ ان کا یہ یقین ذاتی مشاہدے اور استنباط پر مبنی تھا۔ان کا عمومی مشاہدہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ مخصوص نشانی، یعنی اس رات کے بعد سورج کا بغیر شعاع طلوع ہونا، اکثر ستائیسویں شب کے بعد نمودار ہوتا۔اسی بنیاد پر انہوں نے یہ استدلال کیا کہ یہی رات لیلۃ القدر ہونی چاہیے۔

نبی اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر شبِ قدر کی تلاش کے حوالے سے مختلف انداز میں رہنمائی فرمائی: بعض اوقات فرمایا کہ اسے رمضان کے آخری ایام میں تلاش کرو۔ بعض مواقع پر فرمایا کہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔ کبھی ارشاد فرمایا کہ یہ تین یا چار مخصوص طاق راتوں میں سے کسی ایک میں واقع ہوتی ہے۔تاہم آپ ﷺ نے کسی ایک متعین شب کی نشاندہی نہیں فرمائی۔

اس حکمتِ ربانی میں ایک عظیم مصلحت کارفرما ہے: اگر لیلۃ القدر کسی مخصوص رات پر قطعی طور پر متعین کر دی جاتی، تو لوگ صرف اسی ایک رات کو عبادت کے لیے مخصوص کر لیتے، اور باقی شب و روز کی برکات سے محروم رہ جاتے۔ لیکن جب اسے غیر معین رکھا گیا، تو شوقِ عبادت رکھنے والے مؤمنین پورے عشرۂ اخیرہ میں شب بیداری، نماز، تلاوتِ قرآن، دعا و مناجات اور استغفار میں مصروف رہتے ہیں۔یوں وہ لازمی طور پر شبِ قدر کے انوار و برکات سے مستفید ہو جاتے ہیں اور یہ مبارک رات یقینی طور پر ان کے دامن میں آ جاتی ہے۔

شبِ قدر کی بے شمار فضیلتوں میں سے ایک غیر معمولی برکت فرشتوں کا نزول ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب شبِ قدر آتی ہے، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں اور ان بندگانِ خدا کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں، جو قیام و قعود کی حالت میں اللہ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔" (بیہقی)

یہ حدیثِ مبارکہ شبِ قدر کی عظمت و رفعت کو واضح کرتی ہے۔اس مبارک شب میں زمین ملائکہ کی موجودگی سے معمور ہو جاتی ہے، اور اللہ کی رحمت و سکینت ان خوش نصیب بندوں کو ڈھانپ لیتی ہے جو اخلاص و بندگی کے ساتھ ربّ العالمین کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یہی وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات کا نزول ہوتا ہے، اور عبادت گزاروں پر سلامتی و برکت کی گھڑیاں سایہ فگن رہتی ہیں۔

<u>شبِ قدر سے بہترین استفادہ کیسے کیا جائے؟</u>

شبِ قدر کی بے مثال فضیلت اور اس کے بے شمار اجر کو مدنظر رکھتے ہوئے مؤمن کو چاہیے کہ وہ ان مبارک ساعتوں کو زیادہ سے زیادہ عبادت میں گزارے۔اس کے لیے درج ذیل اعمال انجام دیے جا سکتے ہیں:

قیام اللیل (تہجد) ادا کرنا۔

قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس پر تدبر کرنا۔

کثرت سے دعا مانگنا۔

بالخصوص یہ مسنون دعا:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

"اے اللہ! بے شک تُو معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، پس مجھے معاف فرما دے۔"

ذکر و اذکار اور استغفار میں مشغول رہنا۔

صدقہ و خیرات کرنا، کیونکہ اس شب میں نیک اعمال کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

اعتکاف

اللہ ﷻ کی جانب سے بندوں کے لیے مختلف عبادات مقرر کی گئی ہیں، جن میں بعض ایسی خصوصیت رکھتی ہیں کہ وہ دل کو خاص طور پر اپنے رب کی طرف متوجہ کر دیتی ہیں۔ انہی میں سے ایک اعتکاف ہے۔ یعنی ایسی گہری روحانی عبادت جس میں بندہ وقتی طور پر دنیاوی تعلقات، مشاغل اور فکروں سے کنارہ کش ہو کر خود کو مکمل طور پر اللہ ﷻ کی یاد، ذکر، دعا اور استغفار میں مشغول کر دیتا ہے۔ مسجد میں قیام، دنیاوی علائق سے کٹ جانا اور اللہ ﷻ کی طرف رجوع کی یہ کیفیت انابت الی اللہ کے ایک بلند مقام پر فائز کر دیتی ہے، اور یہی وہ منفرد پہلو ہے جو اعتکاف کو دیگر تمام عبادات سے ممتاز کر دیتا ہے۔ حضرت عطا خراسانی اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

"معتکف کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو آکر اللہ کے در پر لیٹ جائے اور کہے: اے اللہ! میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک تو مجھے معاف نہ کر دے۔"

اعتکاف کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس میں بسر ہونے والا ہر لمحہ عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ خواہ معتکف جاگ رہا ہو، سو رہا ہو، کھا پی رہا ہو یا کوئی بھی مباح عمل کر رہا ہو، وہ ہر حال میں عبادت کی حالت میں ہی ہوتا ہے۔ محض مسجد میں اللہ ﷻ کی قربت کی نیت سے قیام کرنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور یوں انسان کی عام ضروریات بھی روحانی بلندی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ

"نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں باقاعدگی سے اعتکاف فرماتے، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر آپ کی ازواجِ مطہرات نے بھی اس عمل کو جاری رکھا۔" (صحیح بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضي الله عنهن نے بھی اعتکاف کا التزام فرمایا، مگر وہ اپنے گھروں میں رہتے ہوئے اعتکاف کرتی تھیں۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ خواتین کے لیے اعتکاف کا سب سے موزوں مقام وہ جگہ ہے جو ان کے گھروں میں نماز اور عبادت کے لیے مخصوص ہو۔ ایک اور روایت میں ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ: «هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كلهَا»

"رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا: 'وہ گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے، اور اس کے لیے نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی ہیں جیسے تمام نیک اعمال کرنے والے کے لیے لکھی جاتی ہیں۔" (مشکاۃ المصابیح: 2108)

اعتکاف کی ایک بڑی فضیلت لیلۃ القدر کے حصول کا سب سے مؤثر ذریعہ ہونا ہے۔ چونکہ اللہ ﷻ نے لیلۃ القدر کی صحیح تاریخ مخفی رکھی ہے، اس لیے اس رات کی تلاش میں آخری عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کی ترغیب دی گئی ہے۔ البتہ عام حالات میں مسلسل ہر لمحہ عبادت میں مشغول رہنا انسانی ضروریات جیسے آرام، کھانے پینے اور دیگر ناگزیر کاموں کی بنا پر ممکن نہیں ہوتا۔

یہی وہ مسئلہ ہے جس کا حل اعتکاف فراہم کرتا ہے۔ معتکف ہر لمحہ عبادت میں شمار ہوتا ہے، چاہے وہ جاگ رہا ہو یا سو رہا ہو۔ جو لوگ مسجد سے باہر ہوتے ہیں، انہیں عبادت کے ساتھ ساتھ دنیاوی مشاغل میں بھی وقت صرف کرنا پڑتا ہے، جبکہ معتکف ہر حال میں عبادت کی مسلسل حالت میں ہوتا ہے۔ اس طرح وہ لیلۃ القدر کی فضیلت سے مکمل طور پر مستفید ہوتا ہے اور اس مبارک رات کا ایک لمحہ بھی عبادت سے خالی نہیں جاتا۔

صدقۃ الفطر

رمضان المبارک کے اختتام پر صدقۃ الفطر (جسے فطرہ، فطرانہ یا زکاۃ الفطر بھی کہا جاتا ہے) ایک ایسا لازمی صدقہ ہے جو روزوں کی روحانی تکمیل اور عید الفطر کی خوشیوں میں محتاجوں کو شریک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ مالی عبادت، جسے نبی کریم ﷺ نے واجب قرار دیا، دو بنیادی حکمتوں پر مشتمل ہے:

اولاً، یہ رمضان کے روزوں کو لغویات اور ممکنہ کوتاہیوں سے پاک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

ثانیاً، یہ غریبوں اور مساکین کے لیے عید کی خوشیوں میں شمولیت کا ایک وسیلہ فراہم کرتا ہے، تاکہ وہ بھی اس دن کی مسرتوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ

"رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ الفطر کو روزے دار کے لیے لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی اور مساکین کے کھانے کا ذریعہ قرار دیا۔"
(سنن ابی داؤد: 1609)

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

صدقۃ الفطر ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو صاحبِ نصاب ہو، یعنی جس پر زکاۃ فرض ہو۔ اس کے علاوہ، نابالغ بچوں کا فطرہ بھی ان کے سرپرستوں کو ادا کرنا ہوتا ہے۔

اگر کوئی بچہ عید کی صبح طلوعِ فجر سے پہلے پیدا ہو، تو اس کا صدقۃ الفطر بھی ادا کرنا لازم ہوگا۔ صدقۃ الفطر کے مستحقین وہی لوگ ہیں جو زکاۃ کے حق دار ہوتے ہیں۔

صدقۃ الفطر کب ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر کے دن عید کی نماز سے قبل کرنی چاہیے۔ تاہم، اسے رمضان کے دوران ادا کرنا بھی جائز ہے، تاکہ ضرورت مند افراد تک بروقت مدد پہنچ سکے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

اگر کوئی شخص عید کی نماز سے پہلے صدقۃ الفطر ادا نہ کر سکے یا بعد میں یاد آئے، حتیٰ کہ کئی دن گزر جائیں، تب بھی اس پر اس کی ادائیگی لازم رہے گی۔

صدقۃ الفطر کی مقدار

صدقۃ الفطر کی متعین مقدار کے حوالے سے چاروں فقہی مذاہب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

فقہ حنفی کے مطابق صدقۃ الفطر کی مقدار نصف صاع (تقریباً 1.633 کلو گرام گندم یا اس کا آٹا) ہے۔

فقہ مالکی، شافعی اور حنبلی کے مطابق یہ مقدار ایک مکمل صاع (تقریباً 2.176 کلو گرام) ہے، جیسا کہ شیخ وھبہ زحیلی نے "الفقہ الإسلامی وأدلتہ" میں ذکر کیا ہے۔

متبادل طور پر، جو حضرات استطاعت رکھتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جو، کشمش، کھجور اور خشک دہی (اقط) کی قیمت کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کر سکتے ہیں۔

اگرچہ صدقۃ الفطر اور فدیہ کے اجناس کی پیمائش و مقدار میں فقہی اختلاف موجود ہے، تاہم آسٹریلیا سمیت کئی ممالک میں مساجد موجودہ معاشی حالات کے پیش نظر اس کی ایک عملی رقم مقرر کرتی ہیں، جو عام طور پر ۱۰ ڈالر سے ۲۰ ڈالر فی فرد کے درمیان ہوتی ہے، تاکہ مستحقین کی مدد ہو سکے۔

یومِ عید کے مسنون اعمال

عید کا دن خوشی، شکر گزاری اور عبادت کا موقع ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اس بابرکت دن کو مخصوص سنتوں کے ساتھ گزارنے کی ترغیب دی۔ان میں درج ذیل شامل ہیں:

۱۔ غسل کرنا: عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے، تاکہ صفائی اور تازگی حاصل ہو۔

۲۔ بہترین لباس پہننا (شرعی حدود میں): رسول اللہ ﷺ عید کے دن اپنا بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے۔اس سنت کو زندہ رکھنے کے لیے صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہننا مستحب ہے مردوں کے لیے خوشبو لگانا مسنون ہے۔

۳۔ عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا: رسول اللہ ﷺ عید الفطر کی نماز سے پہلے طاق تعداد میں کھجوریں (تین، پانچ یا زیادہ) تناول فرماتے تھے۔ جبکہ عید الاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے تناول کرنا سنت ہے۔

۴۔ تکبیرات کا اہتمام کرنا: عید کی رات مغرب سے لے کر نمازِ عید تک تکبیر کہنا سنت ہے:

اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

۵۔ واپسی کے لیے الگ راستہ اختیار کرنا: نبی کریم ﷺ عید گاہ جاتے ہوئے ایک راستہ اختیار فرماتے اور واپسی پر دوسرا راستہ لیتے۔اس سنت کے ذریعے زیادہ سے زیادہ افراد کو سلام و مبارکباد دینے کا موقع ملتا ہے۔

۶۔ ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دینا: عید کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو یہ دعا دیتے:

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ

"اللہ ہم سب کی عبادات قبول فرمائے۔"

۷۔ صدقہ فطر ادا کرنا (عید الفطر کے لیے): عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا مسنون ہے تاکہ مستحقین بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

۸۔ جائز تفریح اور خوشی منانا: عید خوشی اور شکر گزاری کا دن ہے، اور سنت ہے کہ اہلِ خانہ اور دوست احباب کے ساتھ وقت گزارا جائے۔ خوشی، نرمی اور محبت کا اظہار کیا جائے۔ عمدہ کھانے کھائے جائیں اور اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

البتہ عید کی خوشی میں ہمیں اسلامی حدود کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بدقسمتی سے، عید کے دن خاندانوں کے میل جول میں غیر محرم مرد و خواتین کا آزادانہ اختلاط عام ہو جاتا ہے، جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کیا رمضان بھر کی محنت اور تقویٰ کو ہم صرف ایک دن میں ضائع کر دیں؟ ہمیں ایسی خوشی منانی چاہیے جو اللہ کی رضا کے مطابق ہو، نہ کہ ایسی جو گناہ کا ذریعہ بنے۔

ماخذ

1۔ معارف الحدیث — مولانا محمد منظور نعمانی

2۔ احکامِ اعتکاف — مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

تحریر: مولانا اشفاق اکبر

انگریزی سے اردو ترجمہ: مولانا نصیر احمد